بدھ 15 دسمبر 2021ء | 10 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 15 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:298

فرمانِ رسول ﷺ

مجھے امید ہے کہ تم بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا کی راہ میں جس نیکی میں ممتاز ہوا اسے اس نیکی کے دروازے میں جنت کے اندر آنے کے لئے کہا جائے گا۔ اسے آواز آئے گی، اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اسی سے اندر آؤ۔ اگر وہ نماز پڑھنے میں ممتاز ہوا تو نماز کے دروازے سے اسے بلایا جائے گا۔ اگر جہاد میں ممتاز ہوا تو جہاد کے دروازے سے۔ اگر روزے میں ممتاز ہوا تو روزے کے دروازے سے۔ اگر صدقہ میں ممتاز ہوا تو صدقے کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں جسے اس دروازے میں سے کسی ایک سے بلایا جائے اسے کسی اور دروازے کی ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے آواز پڑے گی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہو۔

(ملخص از بخاری، کتاب الصوم باب الریان للصائمین)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

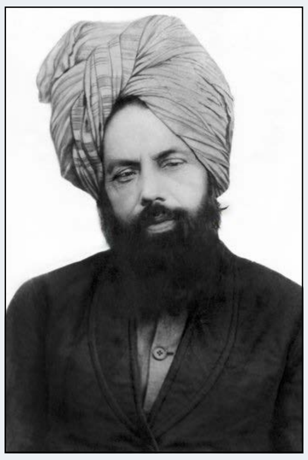

انسانوں کے تین طبقات

’’اسلام میں انسان کے تین طبقے رکھے ہیں، ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ، مُقْتَصِدٌ اور سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ۔ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ تو وہ ہوتے ہیں جو نفس امّارہ کے پنجے میں گرفتار ہوں اور ابتدائی درجہ پر ہوتے ہیں جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں۔

مُقْتَصِدٌ وہ ہوتے ہیں جن کو میانہ رو کہتے ہیں۔ ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پا جاتے ہیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کا حملہ ان پر ہوتا ہے اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں۔ پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔

مگر سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ وہ ہوتے ہیں کہ ان سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کی حرکات وسکنات طبعی طور پر اس قسم کی ہو جاتی ہیں کہ ان سے افعالِ حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے۔ گویا ان کے نفس امارہ پر بالکل موت آجاتی ہے۔ اور وہ مطمئنہ حالات میں ہوتے ہیں۔ ان سے اس طرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے۔ اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اس کو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔۔۔ یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہیں: حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحات 442-443 ایڈیشن 1988ء)

’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بعض اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۹﴾

(البقرہ: 149)

ترجمہ: اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ، تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر ایک چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

’’صحابہ کرامؓ نیکیوں میں بڑھنے میں کس قدر فکر کیا کرتے تھے۔ ایک حدیث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ایک دفعہ مالی لحاظ سے کم اور غریب صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے شکوے اور شکایت کے رنگ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح امراء بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں۔ اسی طرح امراء بھی روزے رکھتے ہیں۔ جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں اسی طرح امراء بھی جہاد کرتے ہیں۔ مگر یا رسول اللہ! ایک زائد کام وہ کرتے ہیں۔ وہ صدقہ خیرات بھی دیتے ہیں جو ہم اپنی غربت اور ناداری کی وجہ سے نہیں دے سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس پر چل کر ہم اس کمی کو پورا کر سکیں۔ آپؐ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیا کرو۔ یہ صحابہؓ بڑے خوش کہ اب ہم بھی امراء کے برابر نیکیوں میں آجائیں گے۔ انہوں نے اس طریق پر عمل شروع کر دیا مگر کچھ دنوں کے بعد امیروں کو، اس طریقہؑ عبادت کا بھی پتہ لگ گیا۔ اور انہوں نے بھی اسی طرح تسبیح وتحمید شروع کر دی۔ یہ صحابہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شکایت کی کہ ان امراء نے بھی یہ طریق شروع کر دیا ہے۔ اور پھر ہمارے سے آگے نکل گئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نیکی کی توفیق دے رہا ہے تو میں اس کو کس طرح روک سکتا ہوں۔ تو دیکھیں اس تڑپ کے ساتھ صحابہ نیکیوں میں بڑھنے کے لئے نیکی کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ان میں بڑے بڑے کاروباری بھی تھے، بڑے پیسے والے بھی تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم کہ ’نیکیوں میں سبقت لے جاؤ‘ اس حکم پر اس طرح ٹوٹ کر عمل کرتے تھے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نیکیوں کی کس طرح قدر کی ہے اور انفرادی اور جماعتی دونوں طرح سے انہیں خوب نوازا۔ تو جیسا کہ اس حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے تحت صحابہؓ امیر ہوں یا غریب نماز، روزہ، جہاد، صدقات ہر ایک نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10/ستمبر 2004ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- امامِ کامگارؑ (منظوم)
- احکام خداوندی
- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
- جہاد تبلیغ ہر احمدی کا فرض ہے

دربارِ خلافت

غیروں کا اقرار کہ محمدؐ مذہبی اور حکومتی لیڈر کے طور پر بھی عظیم تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر مشہور عیسائی مؤرخ Reginald Bosworth Smith لکھتا ہے کہ ’’مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپ پوپ تھے مگر پوپ کی طرح ظاہر داریوں سے پاک۔ آپ قیصر تھے مگر قیصر کے جاہ وحشمت سے بے نیاز۔ اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اُس نے باقاعدہ فوج کے بغیر، محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن اور انتظام قائم رکھا تو وہ صرف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ آپ کو اس ساز و سامان کے بغیر ہی سب طاقتیں حاصل تھیں‘‘

پھر یہی Bosworth Smith اپنی کتاب محمد اینڈ محمدن ازم (Muhammed and Muhammedanism) میں لکھتے ہیں کہ:

’’آپ کے مشن (یعنی نبوت و رسالت) کو سب سے پہلے قبول کرنے والے وہ لوگ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مثلاً آپ کی زوجہ، آپ کا غلام، آپ کا چچا زاد بھائی اور آپ کا پرانا دوست، جس کے بارے میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا تھا کہ اسلام کے داخل ہونے والوں میں سے وہ واحد انسان تھا جس نے کبھی اپنی پیٹھ نہیں موڑی تھی اور نہ ہی وہ کبھی پریشان ہوا تھا۔ عام پیغمبروں کی طرح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسمت معمولی نہ تھی کیونکہ آپ کی عظمت کا انکار کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جنہیں آپ کی ذات کا صحیح علم حاصل نہیں تھا‘‘

(Muhammed and Muhammedanism by R.Bosworth Smith,Smith Elder and Co.1876, page 127)

پھر Bosworth ہی آگے لکھتے ہیں کہ:

’’وہ رسوم و رواج جن سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا، نہ صرف آپ نے ان کی ممانعت فرمائی بلکہ اُن کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا۔ جیسے انسانی قربانیاں (یعنی انسانوں کو قربان کرنا) چھوٹی بچیوں کے قتل، خونی جھگڑے، عورتوں کے ساتھ غیر محدود شادیاں، غلاموں کے ساتھ نہ ختم ہونے والے ظلم وستم، شراب نوشی اور جوّا بازی۔ (اگر آپ ایسا نہ کرتے تو) یہ سلسلہ بلا روک ٹوک عرب اور اس کے ہمسائے ملکوں میں جاری رہتا‘‘ (اور آپ نے ان سب کو ختم کر دیا۔)

(ایضاً صفحہ 127)

پھر یہی آگے لکھتا ہے کہ:

’’حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مقصد کی سچائی اور نیکی میں عمیق ترین ایمان رکھ کر جو کچھ کیا تھا، کوئی دوسرا شخص اس میں گہرے یقین کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتا‘‘ (یہ گہرا ایمان اور یقین جو تھا، وہ آپ کو اپنے مقصد کے بارے میں، اپنے دعویٰ کے بارے میں، اپنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے بارے میں ہوا، تبھی یہ انقلاب آیا۔) وہ کہتا ہے کہ ’’آپ کی زندگی کا ہر واقعہ آپ کو ایسا حقیقت پسند اور پُر جوش انسان ثابت کرتا ہے جو اپنے مسلمہ عقائد اور نظریات تک آہستہ آہستہ تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے‘‘

(ایضاً صفحہ 127)

بقیہ صفحہ 7 پر

امامِ کامگارؑ

جلیں گے وقت کے ہر موڑ پر دیے اس کے
تمام منزلیں اس کی ہیں، راستے اس کے

وہی تو تھا کہ سلطانِ حرف وحکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اس کے

جہانِ نو کے نوشتے اسی کی تحریریں
محبتوں کی منادی مکالمے اس کے

دعائیں بانٹتا رہتا تھا گالیاں سن کر
عنایتوں کے قرینے عجیب تھے اس کے

وہ عکسِ یار تھا اور آئینہ نما بھی تھا
نرالی شان، انوکھے تھے مرتبے اس کے

یہ تذکرے، یہ تجسس اسی کا نذرانہ
جگا گئے ہیں زمانے کو رتجگے اس کے

وہ بزمِ وقت میں اس تمکنت سے آیا تھا
کہ چاند اور یہ سورج نقیب تھے اس کے

اندھیری شب کی یہ دیوار گر پڑے گی رشیدؔ!
کرن بدست جو نکلیں گے قافلے اس کے

رشید احمد قیصرانی

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَآئِی یاَلَّذِیْنَ یَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَرْوُوْنَ أَحَادِیْثِیْ وَسُنَّتِیْ وَیُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ

(کنز العمال حدیث نمبر 29167)

ترجمہ: اے اللہ! میرے ان خلفاء (جانشینوں) پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے۔ میری احادیث اور سنت بیان کریںگے، اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیںگے۔

یہ سید ومولیٰ، خاتم النبیین، آقائے دو جہاں، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی تاقیامت جاری رہنے والی خلافت کے حق میں دعا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول کریم ﷺ کے بعد آنے والے خلفاء کے حق میں آپ ﷺ کی یہ دعا بیان کیا کرتے تھے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

قدسیہ نور والا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 21

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔“

(کشتی نوح)

اخلاقیات (حصہ 6)

ہنسنے اور رونے میں میانہ روی اختیار کرنا

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

(التوبہ: 82)

پس چاہئے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں، اُس کی جزا کے طور پر جو وہ کسب کیا کرتے تھے۔

چال میں میانہ روی اور آواز کو دھیما رکھنے کا حکم

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ

(لقمان: 20)

اور اپنی چال میں میانہ رَوی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھ۔ یقیناً سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

زمین پر اکڑ کر چلنے کی ممانعت

وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا

(بنی اسرائیل: 38)

اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ تو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

(لقمان: 19)

اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر ومباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ کے دیئے پہ مت اتراؤ

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ

(الحدید: 24)

(یاد رہے یہ تقدیر الٰہی ہے) تا کہ تم اس پر جو تم سے کھویا گیا غم نہ کرو اور اُس پر اتراؤ نہیں جو اُس نے تمہیں دیا اور اللہ کسی تکبر کرنے والے، بڑھ بڑھ کر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

امانت میں خیانت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(الانفال: 28)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور (اس کے) رسول سے خیانت نہ کرو ورنہ تم اس کے نتیجہ میں خود اپنی امانتوں سے خیانت کرنے لگو گے جبکہ تم (اس خیانت کو) جانتے ہوگے۔

امانت کو اصل حالت میں لوٹا دینا

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ

(البقرہ: 284)

پس اگر تم میں سے کوئی کسی دوسرے کے پاس امانت رکھے تو جس کے پاس امانت رکھوائی گئی ہے اسے چاہئے کہ وہ ضرور اس کی امانت واپس کرے۔

امانت کو اس کے اہل کے سپرد کرنا (چناؤ کے وقت اہلیت دیکھنا)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ

(النساء: 59)

یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔

امانتوں کا اعلیٰ حق ادا کرو

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

(الاحزاب: 73)

یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے جبکہ انسانِ کامل نے اسے اٹھا لیا۔ یقیناً وہ (اپنی ذات پر) بہت ظلم کرنے والا (اور اس ذمہ داری کے عواقب کی) بالکل پرواہ نہ کرنے والا تھا۔

خیانت کرنے والوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ

(الانفال: 59)

اور اگر کسی قوم سے تُو خیانت کا خوف کرے تو اُن سے ویسا ہی کر جیسا اُنہوں نے کیا ہو۔ اللہ خیانت کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

خیانت کرنے والوں کے حق میں بحث نہ کرنا

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا

(النساء: 106)

ہم نے یقیناً تیری طرف کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے تا کہ تُو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ نے تجھے سمجھایا ہے۔ اور خیانت کرنے والوں کے حق میں بحث کرنے والا نہ بن۔

وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا

(النساء: 108)

اور ان لوگوں کی طرف سے بحث نہ کر جو اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ سخت خیانت کرنے والے گناہگار کو پسند نہیں کرتا۔

سرعام بری بات کہنے کی ممانعت

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا

(النساء: 149)

اللہ سرعام بُری بات کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر وہ مستثنیٰ ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

دوسروں کا نام بگاڑ کر پکارنے کی ممانعت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ

(الحجرات: 12)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود)

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

بابت مختلف ممالک وشہر

قسط 13

ارشادات برائے سرینگر کشمیر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

✸ یورپ اور دوسرے ملکوں میں ہم ایک اشتہار شائع کرنا چاہتے ہیں جو بہت ہی مختصر ایک چھوٹے سے صفحے کا ہوتا کہ سب اسے پڑھ لیں۔ اس کا مضمون اتنا ہی ہو کہ مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے جو واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہوگئی ہے۔ اس کے متعلق مزید حالات اور واقفیت اگر کوئی معلوم کرنا چاہے تو ہم سے کر لے۔ اس قسم کا اشتہار ہو جو بہت کثرت سے چھپوا کر شائع کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90 ایڈیشن 2016ء)

✸ حضرت اقدسؑ نے اس چٹھی کے ذریعہ ڈاکٹر ڈوئی کو دعوت کی ہے کہ:۔

اب فیصلہ کا طریق آسان ہے۔ اس قدر مسلمانوں کے ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسیح موعود جس کا ڈاکٹر ڈوئی انتظار کرتا ہے آ گیا ہے وہ میں ہوں۔ پس میرے ساتھ مقابلہ کر کے یہ فیصلہ ہوسکتا ہے کہ کون کاذب اور مفتری ہے۔ ڈاکٹر ڈوئی اپنے مریدوں میں سے ایک ہزار آدمی کے دستخط دے کر ایک قسم اس طرح شائع کر دے کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب اور مفتری ہے وہ راست باز اور صادق سے پہلے ہلاک ہو جاوے۔ پس پھر کاذب کی موت خود ایک نشان ہوجاوے گا۔

یہ خلاصہ ہے اس چٹھی کا جس میں اور بھی بہت سے حقائق ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیشہ کے لئے ثابت کر دیا جاوے کہ یہ غلط خیال ہے کہ تلوار کبھی مذہب کا فیصلہ نہیں کرسکتی یعنی مسئلہ جہاد پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے ضمن میں حضرت مسیح کی موت اور آپ کی قبر پر بحث کی ہے اور ان واقعات کی بنا پر جو انجیل میں درج ہوئے ہیں ثابت کیا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرے، بلکہ وہاں سے بچ کر نکل کھڑے ہوئے اور کشمیر میں آ کر فوت ہوئے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 111 ایڈیشن 2016ء)

✸ مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے ایک خط سنایا جو کہ سٹریٹ سیٹلمنٹ سے آیا تھا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ کشمیر سے ایک پرانا صحیفہ ایک پادری بنام فداہنس نے حاصل کیا ہے جو کہ دو ہزار سال کا ہے اس میں مسیح کی آمد اور اس کے منجی ہونے کی پیشگوئی ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

بعض وقت پادری لوگ عیسوی مذہب کی عظمت دل نشین کرانے کے واسطے ایسی مصنوعات سے کام لیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کا معیار یہ ہے کہ اگر اس صحیفہ میں تثلیث کا ذکر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مصنوعی ہے کیونکہ خود عیسویت کی ابتدا میں تثلیث کا عقیدہ نہ تھا یہ بعد میں وضع ہوا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 366-367 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

✸ نماز سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔

پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کسرِ صلیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کہ کچھ پرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں میں نے تجویز کی کہ کچھ آدمی وہاں جاویں تو وہ انجیلیں لاویں تو ایک کتاب ان پر لکھی جاوے۔ یہ سن کر مولوی مبارک علی صاحب تیار ہوئے کہ میں جاتا ہوں۔ مگر اس مقبر بہشتی میں میرے لئے جگہ رکھی جاوے میں نے کہا کہ خلیفہ نور الدین کو بھی ساتھ بھیج دو۔

یہ خواب ہے جو حضرت نے سنایا اور فرمایا کہ:۔

اس سے پیشتر میں نے تجویز کی تھی کہ ہماری جماعت کی میتوں کے لئے ایک الگ قبرستان یہاں ہو سو خدا نے آج اس کی تائید کر دی اور انجیل کے معنے بشارت کے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے اور جو شخص وہ کام کر کے لائے گا وہ قطعی بہشتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 389 ایڈیشن 2016ء)

✸ مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے حضرت اقدس حسب معمول مسجد مبارک کے شمال ومغربی گوشہ میں بیٹھ گئے فجر کی خواب پر حضرت اقدس اور اصحاب کبار ذکر کرتے رہے فرمایا کہ:۔

کشمیر میں مسیح کی قبر معلوم ہونے سے بہت قریب ہی فیصلہ ہو جاتا ہے اور سب جھگڑے طے ہو جاتے ہیں اگر فراست نہ بھی ہو تو بھی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ آسان بات کونسی ہے۔ اب آسمان پر جانے کو کون سمجھے جو باتیں قرین قیاس ہوتی ہیں وہی صحیح نکلتی ہیں آج تک خدا کے اعلام سے اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ (مگر اب خود ہی اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا) اب تخم ریزی تو ہوئی ہے امید ہے کہ کچھ اور امور بھی ظاہر ہوں گے عادت اللہ اسی طرح ہے یہ خواب بالکل سچا ہے اور اس کے ساتھ کسی طرح کی آمیزش نہیں ہے۔ مجھے اس وقت خواب میں معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا عظیم الشان کام ہے جیسے کسی کو لڑائی پر جانا ہوتا ہے اس سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ ہماری فراست نے خطا نہیں کی۔ یہ عقدہ اللہ تعالیٰ حل کر دے تو صدہا برسوں کا کام ایک ساعت میں ہو جاتا ہے اور عیسائیوں اور ان مولویوں کے گھروں میں ماتم پڑ جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 390 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

✸ پھر کہتے ہیں کہ سیدنا المسیح کی توہین کرتے ہیں۔ بھلا سوچو تو کہ ہم اگر اپنے پیغمبر سے ان جھوٹے اعتراضات جو نافہمی اور کورچشمی سے کر کے مسیح کو آسمان پر زندہ بٹھا کر آنحضرت پر کئے جاتے ہیں ان کے دور کرنے کے واسطے مسیح کی اصل حقیقت کا اظہار نہ کریں تو کیا کریں؟ ہم اگر کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں بلکہ مر گئے ہیں جیسے دوسرے انبیا بھی مر گئے ہیں تو ان لوگوں کے نزدیک تو یہ بھی ایک قسم کی توہین ہوئی۔ ہم تو خدا کے بلائے بولتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ فرشتے آسمان پر کہتے ہیں۔ افتراء کرنا تو ہمیں آتا نہیں اور نہ ہی افتراء خدا کو پیارا ہے۔ اب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ جس طرح آنحضرت کی کسرِ شان اور ہتک کی گئی۔ ضرور ہے کہ اس کا بدلہ لے لیا جاوے اور آنحضرتؐ کے نور اور جلال کو دوبارہ از سرِ نو تازہ و شاداب کر کے دکھایا جاوے اور یہ اس مسیح کے بت کے ٹوٹنے اور اس کی موت کے ثابت ہونے میں ہے۔ پس ہم خدا کے منشاء اور ارادے کے مطابق کرتے ہیں اب ان کی لڑائی ہم سے نہیں بلکہ خدا سے ہے۔

ان لوگوں نے تو حضرت مسیحؑ کو خاصہ خدا بنایا ہوا ہے اور پھر کہلاتے ہیں موحد۔ ان کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہے قائم ہے عَلَی السَّمَآء۔ خالق، رازق، غیب دان، محیی، ممیت ہے۔ بھلا اب بتاؤ کہ اگر یہ صفات خدا کی نہیں تو کس کی ہیں؟ بشریت تو ان صفات کی حامل ہوسکتی نہیں۔ خدائی میں فرق ہی کیا رہا؟ یہ تو عیسائیوں کو مدد دے رہے ہیں۔ پورے نہیں نیم عیسائی تو ضرور۔ اگر ہم ان کے عقائد ردیہ کی تردید نہ کریں تو کیا کریں؟ پھر ہمیں ماننا پڑے گا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اسلام، آنحضرت، خدا تعالیٰ کی طرف سے پاک نبی اور قرآن شریف خدا کا کلام برحق نہیں اور حضرت مسیحؑ زندہ نہیں بلکہ مر کر کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔ یہی سچا عقیدہ ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 13-14 ایڈیشن 2016ء)

✸ بعض عیسائی اخباروں نے مسیحؑ کی قبر واقعہ کشمیر کے متعلق ظاہر کیا ہے کہ یہ قبر مسیح کی نہیں بلکہ ان کے کسی حواری کی ہے۔ اس تذکرہ پر آپ نے فرمایا کہ:۔

اب تو ان لوگوں نے خود اقرار کر لیا ہے کہ اس قبر کے ساتھ مسیحؑ کا تعلق ضرور ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے کسی حواری کی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مسیحؑ کی ہے۔ اب اس قبر کے متعلق یہ تاریخی صحیح شہادت ہے کہ وہ شخص جو اس میں مدفون ہے وہ شہزادہ نبی تھا اور قریباً انیس سو برس

سے مدفون ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسیحؑ کا حواری تھا اب ان پر یہی سوال ہوتا ہے اور ان کا فرض ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مسیحؑ کا کوئی حواری شہزادہ نبی کے نام سے بھی مشہور تھا۔ اور وہ اسی طرف آیا تھا اور یہ یقیناً ثابت نہیں ہوسکتا۔ پس اس صورت میں بجز اس کے ماننے کے کہ یہ مسیح علیہ السلام کی ہی قبر ہے اور کوئی چارہ نہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 200 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

✸ اسی طرح پر یہود کے بڑے بڑے مولوی فقیہ اور فریسی کرتے تھے۔ جب حضرت مسیح آئے انہوں نے بھی انکار کیا۔ یاد رکھو حق میں ایک خوشبو ہوتی ہے اور وہ خود بخود پھیل جاتی ہے اور خدا اس کی حمایت کرتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا تھا۔ اس وقت میں اکیلا تھا اور کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا، مگر اب پچاس ہزار سے بھی زیادہ انسان اس سلسلہ میں شامل ہیں اور اطراف عالم میں اس دعویٰ کا شور مچ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر ساتھ نہ ہوتا اور اس کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا تو اس کی تائید کیونکر ہوسکتی تھی اور یہ سلسلہ قائم کیونکر رہ سکتا تھا؟ اور پھر یہ نہیں کہ اس طریق میں سب کو خوش کیا گیا تھا؟ نہیں بلکہ سب سے مخالفت اور سب کو ناراض کیا گیا۔ عیسائی الگ ناراض اور سب سے بڑھ کر ناراض ہیں، جبکہ ان کو سنایا گیا کہ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اور ان کو دعوت کی گئی کہ تمہارا یسوع مسیح جس کو تم نے خدا بنایا ہے اور جس کی صلیبی موت پر جو تمہارے نزدیک لعنتی موت ہے تمہاری نجات منحصر ہے وہ ایک عاجز انسان تھا اور وہ کشمیر میں مرا پڑا ہے۔ عیسائی اگر ناراض تھے تو اور کسی قوم کے ساتھ بھی صلح نہ رہی۔ آریوں کے ساتھ الگ مخالفت جبکہ ان کے نیوگ، تناسخ اور دوسرے معتقدات کی ایسی تردید کی گئی کہ جس کا جواب ان سے کبھی نہ ہو سکے گا۔ اور آخر خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بین نشان کے ساتھ ان پر حجت پوری کی۔ اور اگر باہر والے ناراض تھے تو مسلمان ہی خوش ہوتے، مگر تم دیکھ لو کہ ان لوگوں کی جب غلطیاں نکالی گئیں ان کے مشائخ، پیرزادوں مولویوں اور دوسرے لوگوں کی بدعتوں اور مشرکانہ رسومات کو ظاہر کیا گیا اور ان کے خانہ ساز عقائد کو کھولا گیا تو یہ سب سے بڑھ کر دشمن ثابت ہوئے۔ اب ان سب لوگوں کی مخالفت کے ہوتے ہوئے اس سلسلہ کا ترقی کرنا اور دن بدن بڑھنا بتاؤ خدا کی تائید کے بغیر ہوسکتا ہے؟ کیا انسانی منصوبوں سے عظیم الشان سلسلہ چل سکتا ہے؟

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 56 ایڈیشن 2016ء)

✸ مسیح کی قبر واقع کشمیر کا ذکر تھا۔ اس کے متعلق کو کچھ فرمایا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہت سے شواہد اور دلائل سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ مسیح علیہ السلام ہی کی قبر ہے۔ اور یہاں نہ صرف ان کی قبر ہی ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے بعض دوستوں کی قبریں بھی اسی جگہ ہیں۔ اول یوسف آسف کا نام ہی اس پر دلالت کرتا ہے اس کے علاوہ چونکہ وہ اپنے وطن میں باغی ٹھہرائے گئے تھے۔ اس لئے اس گورنمنٹ کے تحت حکومت میں کسی جگہ رہ یہ نہ سکتے تھے۔ پس اللہ تعالےٰ نے ان پر رحم کرکے پسند کیا کہ شام جیسا سرد ملک ہی ان کے لئے تجویز کیا جہاں وہ ہجرت کرکے آگئے۔ یہودیوں کی دس تباہ شدہ قومیں جن کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ وہ بھی چونکہ یہاں ہی آباد تھیں۔ اس لئے اس فرض تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے بھی یہاں ان کا آنا ضروری تھا۔ اور پھر یہاں کے دیہات اور دوسری چیزوں کے نام بھی بلاد شام کے بعض دیہات وغیرہ سے ملتے جلتے ہیں۔

(اس موقعہ مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی حضور کاشیر کا لفظ خود موجود ہے۔ یہ لفظ اصل میں کاشیر ہے۔م تو ہم لوگ ملا لیتے ہیں۔ اصل کشمیری کاشیر بولتے ہیں اور کاشیر کہلاتے ہیں۔ اور آشیر عبرانی زبان میں ملک شام کا نام ہے اور ک بمعنے مانند یعنی شام کی مانند۔ پھر اور بہت سے نام ہیں)

حضرت نے فرمایا کہ وہ سب نام جمع کر دتا کہ ان کا حوالہ کسی جگہ دیا جاوے۔

اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ

اکمال الدین جو پرانی کتاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ انیس سو برس کا ایک نبی ہے۔ پھر کشمیریوں کے رسم ورواج وغیرہ یہودیوں سے ملتے ہیں۔ برنیر فرانسیسی سیاح نے بھی ان کو بنی اسرائیل ہی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ تھوما حواری کا ہندوستان میں آنا ثابت ہے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 39-40 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

✸ ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ (المائدہ:118) پیش کرتے ہیں تو اس پر اعتراض ہوتا ہے مسیح اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تھے تو پھر ان کو بجائے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے یہ کہنا چاہیے تھا کہ جب تو نے مجھے کشمیر پہنچا دیا۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اعتراض ایک سفطہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اترے آئے اور موقعہ پاکر وہ وہاں سے کشیر چلے آئے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کا حال تو پوچھا نہیں۔ وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچھتا ہے۔ مخالف تو بدستور کافرکذاب تھے۔

دوسرے یہاں سے مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بھی فرمایا ہے مَا دُمْتُ فِيْهِمْ (المائدہ:118) میں جب تک ان میں تھا۔ یہ نہیں کہا مَا دُمْتُ فِيْ اَرْضِهِمْ۔ مَا دُمْتُ فِيْهِمْ لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں سے مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بھی جائیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ کا ایک مامور ومرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جاوے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو اور حواری اسے بالکل تنہا چھوڑ دیں اور اس کا پیچھا نہ کریں۔ نہیں بلکہ وہ بھی ان کے پاس یہاں آئے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایک دفعہ ہی سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آگئے ہوں۔ چنانچہ تھوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے۔ اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے۔ حالانکہ مکہ میں آپؐ کے وفادار اور جاں نثار خدام موجود تھے۔ لیکن جب آپؐ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیا۔ مگر اس کے بعد جب آپ مدینہ پہنچ گئے تو دوسرے اصحاب بھی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہنچے۔ لکھا ہے کہ جب آپ ہجرت کرکے نکلے اور غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بھی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہنچے۔ ان کی آہٹ پاکر حضرت ابوبکرؓ گھبرائے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔(التوبہ: 40) کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اس کو دیکھنے بھی گئے مگر خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک نے کہا کہ یہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی) پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ واپس چلے آئے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر اکابر عنکبوت سے محبت کرتے آئے ہیں۔

غرض جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایک گروہ کثیر کے اس وقت ابوبکرؓ ہی کو ساتھ لینا پسند کیا اسی طرح پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف تھوما کو ساتھ لے لیا۔ اور چلے آئے۔ پس جب حواری ان کے ساتھ تھے تو پھر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

دوسرا سوال اس پر یہ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ 87 سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں ترقی کی ہوگی لیکن حوادث روزگار نے ہلاک کر دیا ہوگا۔ کشمیر میں اکثر زلزلے اور سیلاب آتے رہتے ہیں۔ مدت دراز کے بعد قوم بگڑ گئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ ایک قوم تھی۔ اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ (المومنون:51) کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ شام ہی میں تھا۔ میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف خود اس کے مخالف ہے اس لئے کہ اٰویٰ لفظ تو اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں ایک مصیبت کے بعد نجات ملے پناہ دی جاوے۔ یہ بات اس رومی سلطنت میں رہ کر نہیں کب حاصل ہوسکتی تھی۔ وہ تو وہاں رہ سکتے ہی نہ تھے۔ اس لئے لازمی طور پر انہوں نے ہجرت کی۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 40-42 ایڈیشن 1984ء)

(جاری ہے)

ذیشان محمود ۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

خلفائے احمدیت کی تحریکات

خدمتِ خلق کے متعلق تحریکات

قسط 11

امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہیومینیٹی فرسٹ کی انٹرنیشنل کانفرنس 2021ء منعقدہ 30 و 31/اکتوبر 2021ء سے براہِ راست اختتامی خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدمتِ انسانیت کو ایک احمدی کا مذہبی فریضہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

’’اسلام میں پڑوسی کی تعریف اتنی وسیع ہے کہ معاشرے کے تمام لوگ اس میں سموئے جاسکتے ہیں۔ **ہر احمدی مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ معاشرے کے ہر فرد کی تکلیف اور دکھ کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔** اللہ کے فضل سے ہیومینیٹی فرسٹ کے کام کے ذریعہ بہت سے احمدیوں کو موقع ملا کہ اپنے ہمسایوں کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ صرف وہی نہیں جو ان کے قریب رہتے ہیں بلکہ دیگر ممالک یا براعظموں میں بسنے والے لوگ بھی۔ آنحضرت ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ جس نے اللہ کی رضا کی خاطر کسی مریض کی عیادت کی اس کے لیے آسمان سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ تمہارا ہر قدم مبارک ہو اور تمہیں جنت میں اعلیٰ مقام ملے۔ پس جو ہسپتال اور کلینکس کے قیام کی خاطر اپنا مال خرچ کرتے ہیں حقیقت میں وہ جنت میں اپنا گھر بنا رہے ہوتے ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 5 نومبر 2021ء)

خدمتِ خلق کی چند تحریکات

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

اسی ارشاد کے تحت خلفائے احمدیت نے بنی نوع انسان کے لئے صرف قولی نہیں بلکہ عملی تحریکات جاری فرمائیں۔ اس ضمن میں چند تحریکات درج کی جاتی ہیں۔

لاوارث عورتوں اور بچوں کی خبرگیری کے لئے تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جولائی 1927ء میں آریوں کے ایک خطرناک منصوبہ کا انکشاف کرتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ شدھی کا زور جب سے شروع ہوا ہے ہندو صاحبان کی طرف سے مختلف سٹیشنوں پر آدمی مقرر ہیں جو عورتوں اور بچوں کو جو کسی بدقسمتی کی وجہ سے علیحدہ سفر کر رہے ہوں بہکا کر لے جاتے ہیں اور انہیں شدھ کر لیتے ہیں اس سلسلہ میں حضور نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ ہر بڑے شہر میں لاوارث عورتوں اور بچوں کے لئے ایک جگہ مقرر ہونی چاہئے جہاں وہ رکھے جائیں نیز دہلی والوں کو اس کے انتظام کی طرف خاص توجہ دلائی اور فرمایا:

’’یاد رکھنا چاہئے کہ قطرہ قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔ ایک ایک آدمی نکلنا شروع ہو تو بھی کچھ عرصہ میں ہزاروں تک تعداد پہنچ جاتی ہے اور ان کی نسلوں کو مدنظر رکھا جائے تو لاکھوں کروڑوں کا نقصان نظر آتا ہے پس اس نقصان کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے‘‘

(الفضل 19 جولائی 1927ء صفحہ 2,1)

چنانچہ انجمن محافظ اوقاف دہلی نے یہ اہم فرض اپنے ذمہ لیا اور اس کے لئے پانچ معزز ارکان کی کمیٹی قائم کر دی۔

بھوکوں کو کھانا کھلانے کی تحریک

30/مئی 1944ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے جماعت احمدیہ کو عموماً اور اہل قادیان کو خصوصاً یہ اہم تحریک فرمائی:

’’ہر شخص کو اپنے اپنے محلہ میں اپنے ہمسایوں کے متعلق اس امر کی نگرانی رکھنی چاہئے کہ کوئی شخص بھوکا تو نہیں اور اگر کسی ہمسایہ کے متعلق اسے معلوم ہو کہ وہ بھوکا ہے تو اس وقت تک اسے روٹی نہیں کھانی چاہئے جب تک وہ اس بھوکے کو کھانا نہ کھلالے‘‘

(الفضل 11 جون 1945ء صفحہ 3 کالم 2)

بھوکوں کو کھانا کھلانے کی تحریک

17/دسمبر 1965ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کے سامنے یہ تحریک رکھی کہ جماعت کے عہدیداران اس بات کا جائزہ لیں اور وہ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ جماعت کا کوئی فرد بھوکا نہ سوئے۔ حضور نے ایک ایسی سکیم جماعت کے سامنے رکھی کہ جس کے نتیجہ میں طبقاتی کشمکش کی تحریک دم توڑ جاتی ہے اس وقت دنیا میں طبقاتی کشمکش اس لئے جاری ہے کہ امیر طبقہ غریب طبقہ کا خیال نہیں رکھتا بلکہ غریبوں کو غریب بنا کر ان کی دولت حاصل کرنا چاہتا ہے حضور کی دور اندیشی اور فراست نے اس بات کو بھانپ لیا تھا اس سکیم کا اعلان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

’’کوئی احمدی رات کو بھوکا نہیں سونا چاہئے سب سے پہلے یہ ذمہ داری افراد پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے بعد جماعتی تنظیم اور حکومت کی باری آتی ہے کیونکہ سب سے پہلے یہ ذمہ داری اس ماحول پر پڑتی ہے جس ماحول میں وہ محتاج اپنی زندگی کے دن گزار رہا ہے ... احمدیوں میں عام طور پر یہ احساس پایا جاتا ہے کہ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے لیکن میرا احساس یہ ہے کہ ابھی اس حکم پر کماحقہٗ عمل نہیں ہو رہا۔ اس لئے آج میں ہر ایک کو جو ہماری کسی جماعت کا عہدیدار ہے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اس بات کا اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سویا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو تو آپ کا فرض ہے کہ مجھے اطلاع دیں میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ میں ایسے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کر دوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ‘‘

(الفضل 10 مارچ 1966ء)

اس تحریک پر لَبَّیْکَ کہتے ہوئے احباب جماعت نے اپنے محتاج اور غریب بھائیوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔

عید الفطر پر غریبوں کا خیال رکھنے کی تحریک

12/جولائی 1983ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ عید الفطر میں تحریک فرمائی:

’’آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں ... بچوں کے لئے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے ہیں وہ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ بچو آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے۔ ان کو عید مبارک دیں گے۔ ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سکھ بانٹیں گے‘‘

’’اس طرح اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے ... ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذت پائیں گے کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہا ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائل نہ ہونے والے بے انتہا سرور ان کو عطا ہوں گے۔ یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی عید ہے یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے‘‘

(الفضل 26 جولائی 1983ء)

کفالت یتامیٰ کی تحریکات

حضور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 17/اکتوبر 1986ء بمقام مسجد فضل لندن میں ایلسلواڈور میں آنے والے زلزلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں جو تباہی آئی ہے اس کے نتیجہ میں بہت سے بچے یتیم ہو گئے ہیں اس لئے احباب جماعت کے افراد ان کی کفالت کی ذمہ داری لیں اور یتامیٰ کی حفاظت کریں۔ اس ضمن میں حضور نے بتایا کہ ایک مخلص احمدی نے چالیس لاکھ روپے دیئے ہیں کہ اس سے جماعت جس طرح چاہے یتیم خانہ کھولے۔

(ضمیمہ ماہنامہ تحریک جدید اکتوبر 1986ء)

جوبلی منصوبہ کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جنوری 1991ء میں کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی۔ اس تحریک کا نام کفالت یکصد یتامیٰ کمیٹی رکھا گیا۔

اس تحریک میں خدا کے فضل سے مخلصین جماعت نے بشاشت قلبی کے ساتھ حصہ لیا اور دل کھول کر عطایا پیش کئے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ یہ تحریک مرکزی انتظام کے تحت ربوہ میں کام کر رہی ہے اور اگرچہ اس کا نام یکصد یتامیٰ تھا لیکن یہ فیض خدا کے فضل سے جنوری 2008ء تک 2500 یتامیٰ تک پہنچ چکا ہے اور اس کمیٹی کی نگرانی میں یہ بچے نہ صرف اپنے اخراجات حاصل کر رہے ہیں بلکہ ان کی روحانی تربیت کا انتظام بھی اس کمیٹی کی نگرانی میں کیا گیا اور مربیان کرام پاکستان بھر کے احمدی یتیم بچوں کی دیکھ بھال اور نگرانی کے لئے دورے کرتے اور ان کی دینی و دنیاوی تعلیم کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس تحریک پر احباب جماعت نے دل کھول کر لبیک کہا ہے اور یہ فیض جاری ہے جس کے ذریعہ سے جہاں یتامیٰ کی کفالت ہو رہی ہے وہاں یہ تحریک عطایا دینے والے احباب کے لئے قرب الٰہی کا حصول پانے کا موجب بن رہی ہے۔

1989ء میں سلمان رشدی کے خلاف ہونے والے مظاہروں میں بہت سے بچے یتیم ہو گئے۔ حضور نے محض محبت رسولؐ میں ان کی کفالت کا اعلان فرمایا۔

(الفضل 5 اپریل 1989ء)

اس کی تفصیل حضور کی دعوت الی اللہ کی تحریکات میں گزر چکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 29 جنوری 1995ء کے خطبہ میں سیرالیون میں یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی طرف خصوصی طور پر جماعت کو متوجہ کیا۔

29 جنوری 1999ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے افریقن ممالک خصوصاً سیرالیون کے مسلمان یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک کی اور فرمایا یتامیٰ کو گھروں میں پالنے کی رسم زندہ کریں۔ 5 فروری 1999ء کو حضور نے عراق کے یتیموں اور بیواؤں کے لئے خصوصی دعاؤں اور خدمت خلق کی تحریک فرمائی۔

عیادت مریضان کی تحریک

خطبہ جمعہ 15 اپریل 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عیادت مریض آنحضرت ﷺ کے اسوہ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”مریضوں کی عیادت کرنا بھی خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے کا ہی ایک ذریعہ ہے۔ ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے خاص طور پر جو ذیلی تنظیمیں ہیں ان کو میں ہمیشہ کہتا ہوں۔ خدمت خلق کے جو ان کے شعبے ہیں۔ لجنہ کے، خدام کے، انصار کے ایسے پروگرام بنایا کریں کہ مریضوں کی عیادت کیا کریں، ہسپتالوں میں جایا کریں۔ اپنوں اور غیروں کی سب کی عیادت کرنی چاہئے اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ بھی ایک سنت کے مطابق ہے اور ہمیشہ اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے ذریعے ہم اختیار کریں“

(روزنامہ الفضل 8 نومبر 2005ء)

امداد مریضان کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ عید الفطر 13 اکتوبر 2007ء میں فرمایا:

”امداد مریضان کی ایک مد ہے اس میں پاکستان میں تو باقاعدہ طریقہ اور نظام رائج ہے جس کے تحت مریضوں کو جو ہسپتال میں آنے والے ہیں، علاج سے مدد کی جاتی ہے قادیان میں بھی اور اس کے علاوہ دنیا میں بھی رائج ہے لیکن باقاعدہ قادیان اور ربوہ میں زیادہ ہے۔ دوائیاں اور علاج اب اتنی مہنگی ہوگئی ہیں کہ غریب آدمی کی پہنچ سے یہ معاملہ بہت دور ہو چکا ہے، بعض علاج اس لئے نہیں کرواتے کہ پیسے نہیں ہوتے تو باوجود خواہش کے بعض دفعہ محدود وسائل کی وجہ سے ایسے مریضوں کی پوری طرح مدد نہیں کی جا سکتی۔ ایسے احباب جو مالی حالت میں بہتر ہیں، وہ جن کو خود یا جن کے مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شفا دی ہے، مریضوں کی شفایابی پر اپنی حیثیت کے مطابق اگر مریضوں کے لئے مدد کیا کریں تو بہت بڑی تعداد ضرورت مند مریضوں کی جو ہے ان کی مدد ہو سکتی ہے، بچوں کی پیدائش کے مرحلے سے عورتیں گزرتی ہیں، بڑا تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے، اس شکرانے کے طور پر مریضوں کی مدد کا خیال آنا چاہئے، صرف مٹھائیاں کھانا کھلانا ہی کام نہ ہو۔“

یتامیٰ کی خدمت کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 23 جنوری 2004ء میں فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یتامیٰ کی خبرگیری کا بڑا اچھا انتظام موجود ہے۔ مرکزی طور پر بھی انتظام جاری ہے گو اس کا نام یکصد یتامیٰ کی تحریک ہے لیکن اس کے تحت سینکڑوں یتامیٰ بالغ ہو کر پڑھائی مکمل کر کے کام پر لگ جانے تک ان کو پوری طرح سنبھالا گیا۔ اسی طرح لڑکیوں کی شادیوں تک کے اخراجات پورے کئے جاتے رہے اور کئے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس میں دل کھول کر امداد کرتی ہے اور زیادہ تر جماعت کے جو مخیر احباب ہیں وہی اس میں رقم دیتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، جَزَاکَ اللّٰہُ، ان سب کا شکریہ۔

اب میں باقی دنیا کے ممالک کے امراء کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامیٰ کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں، پڑھائی نہ کر سکتے ہوں، کھانے پینے کے اخراجات مشکل ہوں اور پھر مجھے بتائیں۔ خاص طور پر افریقن ممالک میں، اسی طرح بنگلہ دیش ہے، ہندوستان ہے، اس طرف کافی کمی ہے اور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تو باقاعدہ ایک سکیم بنا کر اس کام کو شروع کریں اور اپنے اپنے ملکوں میں یتامیٰ کو سنبھالیں۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت میں مالی لحاظ سے مضبوط حضرات اس نیک کام میں حصہ لیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے سنبھالنے میں جو اخراجات ہوں گے ان میں کوئی کمی نہیں پیش آئے گی۔ لیکن امراء جماعت یہ کوشش کریں کہ یہ جائزے اور تمام تفاصیل زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک مکمل ہو جائیں اور اس کے بعد مجھے بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم یتامیٰ کا جو حق ہے وہ ادا کر سکیں“

(الفضل 19 نومبر 2004ء)

بیوت الحمد سکیم میں شرکت کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ عید الفطر 13 اکتوبر 2007ء میں بیوت الحمد سکیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

پھر بیوت الحمد سکیم ہے، یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شروع فرمائی تھی جس سے شروع میں ربوہ میں سو گھر بنا کر غریب، ضرورت مندوں کو دینے تھے تو اللہ کے فضل سے یہ مکمل ہوگئی، اس کے علاوہ بھی مختلف جگہوں پر لوگوں کے گھروں میں ان کو بڑھانے میں یا گنجائش کے مطابق کمرے بنانے کے لئے مدد دی گئی، قادیان میں بھی بیوت الحمد کے تحت گھر بنائے گئے ہیں پھر پاکستان میں اور مختلف ملکوں میں جیسا کہ میں نے کہا مکان بھی بنا کر دیئے گئے ہیں، مختلف جگہوں پر بھی مدد دی گئی ہے تو یہ بھی ایک ایسی جائز اور انتہائی ضرورت ہے جس کی طرف احمدیوں کو توجہ دینی چاہئے اپنے غریب بھائیوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے، کئی احمدی جب اللہ کے فضل سے اپنے گھر بناتے ہیں تو اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں، بعض نے اپنا بڑا قیمتی گھر بنایا تو بیوت الحمد کے ایک مکمل گھر کا خرچ بھی ادا کیا تو اگر تمام دنیا کے احمدیوں کے گھر خریدنے یا بنانے پر کچھ نہ کچھ اس مد میں دینے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو کئی ضرورت مند غریب بھائیوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔

(ماخوذ از کتاب خلفاء احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام احمدیوں کو ان تحریکات میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

پھر آگے لکھتے ہیں کہ ”یہ کہنا کہ عرب کو انقلاب کی ضرورت تھی یا بالفاظ دیگر یہ کہنا کہ نئے پیغمبر کے ظہور کا وقت آ گیا تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر حضرت محمد ہی وہ پیغمبر کیوں نہ ہوں؟ اس موضوع پر موجودہ زمانے کے مصنف سپرنگر نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے سالہا سال قبل ایک پیغمبر کے ظہور کی توقع بھی تھی اور پیشگوئی بھی تھی۔“

(ایضاً صفحہ 133)

پھر آگے Bosworth ہی بیان کرتا ہے کہ: ”مجموعی طور پر مجھے یہ حیرانی نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مختلف حالات میں کتنے بدل گئے تھے۔ بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ آپ کی شخصیت میں کتنی کم تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ صحرائی گلہ بانی کے ایام میں (یعنی جب بھیڑیں چراتے تھے) شامی تاجر کے طور پر، غارِ حرا کی خلوت گزینی کے ایام میں، اقلیتی جماعت کے مصلح کی حیثیت سے، (جب مکّہ میں تھے)، مدینہ میں جلاوطنی کے ایام میں، ایک مسلّمہ فاتح کی حیثیت سے، یونانی بادشاہوں اور ایرانی ہرقلوں کے ہم مرتبہ ہونے کی حالت میں ہم آپ کی شخصیت میں ایک غیر متزلزل استقلال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں“۔ کہتا ہے کہ ”مجھے نہیں لگتا کہ اگر کسی اور آدمی کے خارجی حالات اس قدر زیادہ بدل جاتے تو کبھی اُس کی ذات میں اس قدر کم تبدیلی رونما ہوتی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خارجی حالات تو تبدیل ہوتے رہے مگر ان تمام حالتوں میں مجھے اُن کی ذات کا جوہر ایک جیسا ہی دکھائی دیتا ہے“

(ایضاً صفحہ 133)

(خطبہ جمعہ 5 اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ابو تسنیم

تبلیغ کا جہاد ہر احمدی پر فرض ہے

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفر یورپ کے دوران 28جولائی 1967ء کو ایک خط تحریر فرمایا تھا اس میں حضورؒ نے اشاعت اسلام کے تعلق میں انقلاب انگیز نکتہ نقطہ کی نشاندہی فرمائی:

’’ہم غریب جماعت ہیں باتنخواہ مبلغ رکھ کر قیامت تک ہمارا کام ختم نہیں ہوسکتا۔ہاں اگر ہم سب مل کر تبلیغ کے جہاد کے لیے صدق دل سے کمربستہ ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ہماری کوششوں کو نوازے گا۔‘‘

(الفضل 11 اگست 1967ء)

حضور رحمہ اللہ کا یہ فرمان پوری جماعت کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے اور یاد رہے کہ ہمارے امام اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے بار بار یہی فرماتے رہے کہ اب تبلیغ کرنا ایک دو کا کام نہیں بلکہ ساری جماعت کو اس کام میں جھونکنا پڑے گا۔آج سے 85 سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 17نومبر 1935ء کو بمقام قادیان ایک تقریر فرمائی تھی جس میں مبلغین احمدیت کو انتہائی واضح الفاظ میں کھول کھول کر بتا دیا تھا کہ اصل فرض یہ ہے کہ وہ ایک ایک احمدی کے دل میں اشاعت اسلام کی زبردست روح پھونک دیں۔فرمایا’’قرآن کریم سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص جماعت کو دین کی خدمت کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

(آل عمران :105)

اور دوسری طرف فرماتا ہے:

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ

(آل عمران :111)

یعنی سارے مومنوں کا فرض ہے کہ دعوت الی الخیر کریں تو ایک خاص جماعت کا ہونا ضروری اور یہ لازمی چیز ہے کوئی فوج اس وقت کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک اس کا ایک خاص حصہ کام کے لیے مخصوص نہ ہو تمام نیچر میں یہی بات نظر آتی ہے کہ ایک ذرہ مرکزی ہوتا ہے مذہبی تبلیغ کے لئے بھی ایک ایسا مرکز ہونا چاہیے جو اپنے اردگرد کو متاثر کر سکے اور دوسروں سے صحیح طور پر کام لے سکے یہی غرض مبلغین کی ہے۔لیکن عام طور پر خود مبلغین نے ابھی تک اس بات کو نہیں سمجھا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ احمدیت کے سپاہی ہیں اور کام انہیں خود کرنا ہے مگر جو یہ سمجھتا ہے وہ سلسلہ کے کام کو محدود کرتا ہے ہم خدمت دین کے لئے کس قدر مبلغ رکھ سکتے ہیں اس وقت ساٹھ ستر کے قریب کام کر رہے ہیں جن کا جماعت پر بہت بڑا بوجھ ہے اور چندے کا بہت بڑا حصہ ان پر خرچ کرنا پڑتا ہے مگر وہ کام کیا کرتے ہیں اگر کام کرنے والے صرف وہی ہوں تو سلسلہ کی ترقی بند ہو جائے۔ ان کے ذریعہ سال میں صرف دو تین سو کے قریب لوگ بیعت کرتے ہیں اور باقی جن کی تعداد کا اندازہ دس بارہ ہزار کے قریب ہے جماعت کے لوگوں کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ رہے مباحثات جو مبلغین کو کرنے پڑتے ہیں وہ اسی وقت تک ہیں جب تک ہمارے ملک کے لوگوں کے اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی مباحثات پبلک کے اخلاق کی خرابی کی وجہ سے کرنے پڑتے ہیں۔-----۔ ہمارا یہ مقصد نہیں کہ علماء مباحثات کے لیے پیدا کریں بلکہ علماء کی غرض یہ ہے کہ وہ آفیسر کی طرح ہوں جو کام لیں یا اس گڈریے کی طرح جس کے ذمہ ایک گلے کی حفاظت کرنا ہوتی ہے اور یہ کام دس بیس مبلغ بھی عمدگی سے کرسکتے ہیں جب تک ہمارے مبلغ یہ نہ سمجھیں اس وقت تک ہمارا مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔مبلغ کے معنی وہ یہ سمجھتے ہیں غیروں کو مخاطب کرنے والا مگر صرف یہ معنی نہیں بلکہ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ غیروں کو مخاطب کرانے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون مبلغ ہوسکتا ہے؟ مگر آپ ﷺ کس طرح تبلیغ کیا کرتے تھے؟ اس طرح کہ شاگردوں سے کراتے تھے۔صحابہ میں آپ ﷺ نے ایسی روح پھونکی اور انہوں نے اوروں میں یہ روح پھونکی اور اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ مسلمانوں نے اس بات کو بھلا دیا تب خدا تعالیٰ نے اسی روح کو دوبارہ پیدا کرنے کے لیے حضرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اس طرح بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تبلیغ کر رہے ہیں۔ پس علماء کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ پیدا کریں جو دوسروں کو تبلیغ کرنے کے قابل ہوں۔ وہ خدمت گزاری اور شفقت علی الناس کا خود نمونہ ہوں اور دوسروں میں یہ بات پیدا کریں۔مگر عام طور پر مبلغ لیکچر دے دینا یا مباحثہ کر لینا اپنا کام سمجھتا ہے۔ اور خیال کر لیتے ہیں کہ ان کا کام ختم ہوگیا۔اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہو رہا ہے کہ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ علماء بیکار رہتے ہیں بات دراصل یہ ہے کہ تقریر کرنے یا مباحثہ کرنے کے بعد مبلغ کو اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ کچھ آرام کرے بولنے کا کام بہت دیر تک نہیں کیا جاسکتا بولنے میں زور لگتا ہے اور تقریر کے بعد انسان نڈھال ہو جاتا ہے مبلغ سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ہر روز کئی کئی گھنٹے تقریر کرے اگر کوئی ایسا کرے تو چند ماہ بعد اسے سُل سی ہوجائی گی اور وہ مرجائے گا۔ پھر روزانہ کہاں اس قدر لوگ مل سکتے ہیں جو اپنا کام کاج چھوڑ کر تقریر سننے کے لیے جمع ہوں پس یہ کام چونکہ ایسا نہیں جو مسلسل جاری رہ سکے اس لیے لوگوں کو شکایت پیدا ہوتی ہے کہ مبلغ فارغ رہتے ہیں حالانکہ ان حالات میں فارغ رہنا قدرتی عمل ہے۔ دراصل دونوں نے اپنے فرض کو سمجھا نہیں وہ کہتے ہیں جب ہمارے پاس کوئی آیا ہی نہیں تو ہم سمجھائیں کسے؟اس وجہ سے ہم فارغ رہتے ہیں لیکن اگر وہ اپنا یہ فرض سمجھتے کہ ان کا کام صرف تقریر کرنا ہی نہیں بلکہ لوگو کے اخلاق کی تربیت ہے انہیں تبلیغ کرنے کے قابل بنانا ہے اور پھر وہ اپنا تصنیف کا مشغلہ ساتھ رکھیں جہاں جائیں لکھنے پڑھنے میں مصروف رہیں، کوئی ادبی مضمون لکھیں کسی مسئلے کے متعلق تحقیقات کریں ضروری حوالے نکالیں تاریخی امور جمع کریں تو پھر ان کے متعلق یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ فارغ رہتے ہیں یہ تصنیفی مختلف کام ہیں۔جن کی طرف ہمارے مبلغین کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے اگر کوئی مبلغ کہیں جاتا ہے اور وہاں تصنیف کا شغل بھی جاری رکھتا تو لوگ یہ نہ کہتے کہ فارغ رہا بلکہ یہ کہتے کہ لکھنے میں مصروف رہا۔-----۔ جو آئندہ مبلغ بننے والے ہیں۔-----۔ میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ وہی طریقہ اختیار نہ کریں جو ان سے پہلوں نے کیا اور جس کی وجہ سے نوحصے کام ضائع ہوا اور صرف اس طرح جماعت کی ترقی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جو مبلغ اپنے اوقات کی حفاظت نہیں کرتے اور انہیں صحیح طور پر صرف نہیں کرتے۔ وہ جماعت کے لیے ترقی کا موجب نہیں بن سکتے۔ جو لوگ آئندہ مبلغ بننے والے ہیں وہ اپنے اوقات کی پوری طرح حفاظت کرنے کا تہیہ کرلیں ان کا کام صرف اپنے منہ سے تبلیغ کرنا نہیں بلکہ دوسروں کو دینی مسائل سے آگاہ کرنا، ان کے اخلاق کی تربیت کرنا،ان کو دین کی تعلیم دینا،ان کے سامنے نمونہ بن کر قربانی اور ایثار سکھانا اور انہیں تبلیغ کے لیے تیار کرنا ہے۔ گویا ہمارا ایک مبلغ جہاں جائے وہاں دینی اور اخلاقی تعلیم کا کالج کھل جائے کچھ دیر تقریر کرنے اور لیکچر دینے کے بعد اور کام کیے جاسکتے ہیں۔مگر متواتر بولا نہیں جا سکتا کیونکہ گلے سے زیادہ کام نہیں لیا جاسکتا مگر باقی قویٰ سے کام لے سکتے ہیں۔-----۔ پس میں مبلغین کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنا کام جو سمجھا ہوا ہے وہ ان کا کام نہیں ہے۔ یہ بہت چھوٹا اور محدود کام ہے۔ مبلغ کا کام یہ ہے کہ جماعت کو تبلیغ کا کام کرنے کے لیے تیار کرے اور ان سے تبلیغ کا کام کرائے اس طرح سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کی ترقی ہوسکتی ہے پہلے سے کئی گنا زیادہ بڑھ سکتی ہے۔ اسی طرح جماعت کی تربیت کی طرف مبلغین کو توجہ کرنی چاہیے جماعت کے بیکاروں کے متعلق تجاویز سوچنی چاہیں بیاہ شادیوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔غرض جس طرح باپ کو اپنی اولاد کے متعلق ہر بات کا خیال ہوتا ہے کہ اسی طرح مبلغ کو جماعت سے متعلق ہر بات کا خیال ہونا چاہیے کیونکہ وہ جماعت کے لئے باپ یا بڑے بھائی کا درجہ رکھتے ہیں۔

(الفضل 21 نومبر 1935ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو تبلیغ اسلام اور دنیا میں عالمگیر قرآنی حکومت کے قیام سے متعلق اپنے دینی فرائض سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلفائے کرام کے منشاء کے مطابق ان کی بجا آوری کی توفیق بخشے تا پوری دنیا جلد سے جلد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر خدا کی امان کے نیچے آجائے۔ آمین۔

ایڈیٹر کے نام خط

- مکرمہ فوزیہ گل ۔انڈیا سے تحریر کرتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکر اور احسان ہے کہ روز ہمیں اخبار الفضل کے ذریعہ اپنی تعلیم و تربیت کا موقع فراہم ہوتا ہے ماشاءاللہ ۔الفضل 4دسمبر 2021 ء کا اداریہ ’’اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا‘‘ آپ نے قارئین کی رہنمائی کے لیے بہت اعلیٰ طریق سے قلم بند کیا ہے ۔اس مضمون کو پڑھ کر ہمیں احساس ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہم سے کیا توقعات ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات پر پورا اترنے والا بنائے۔آمین۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی مساعی کو جلا بخشے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور انور کی ہر بات پر فوراً لبیک کہنے والے ہوں۔آپ کے ہر لفظ پر کان دھرنا،خطبات،خطابات،نصائح اور ارشادات سن کر اپنی تربیت کے تشنہ پہلوؤں کو ٹھیک کرکے بہترین عملی شکل دینا ہم پر فرض ہوتا کہ احمدیت جلد از جلد ترقی کی منازل طے کرتی چلی جائے ۔اسلام کا حقیقی پیغام جلد از جلد تمام دنیا کے کونوں تک پہنچ جائے۔آمین۔

تری محبت کے جرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائیں گے ہم
تو اس کو جانیں گے عین راحت،نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

- مکرمہ طیبہ چیمہ ۔لندن سے لکھتی ہیں:

الفضل 4دسمبر 2021 ءمیں پیارے آقا کے الفاظ جو پیارے آقا نے کسی کو آٹوگراف میں نصیحت کے طور پر لکھے ہوئے الفاظ کو موضوع بنا کر لکھا جانے والا مضمون گویا ہر احمدی کے لئے خلیفۃ المسیح کا نصیحت آموز پیغام ہے۔جس کا آپ اور آپ کی ٹیم نے ہمیں بطور ایک احمدی ہونے کے اپنا جائزہ لینے کا سنہری موقع عطا کر دیا۔کہ ہم روزانہ اپنے اوپر ہونے والے اپنے مولا کی کن کن نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور کس حد تک اپنے اللہ سے وفا کا تعلق نبھاتے ہیں۔مجھے دوسروں کا تو علم نہیں لیکن میں نے جب اپنا جائزہ لیا تو اپنے آپ کو بہت کمزور پایا اپنی کمزوریوں پر نظر کرنے کی توفیق ملی جس کے لئے میں آپکی بے انتہا شکرگزار ہوں۔اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائے ۔ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور شکرگزار اور عبادت گزار بندوں میں شامل فرمائے اور ہمیں وہ ساری ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے جو خدا سے وفا کا تعلق نبھانے کے لئے ضروری ہیں آمین ۔

آپکا آج کا یہ مضمون آج کی اخبار کا مغز ہے ۔

درخواست دعا

- مکرم میاں مظفرالحق ظفر نمائندہ روزنامہ الفضل ۔سڈنی آسٹریلیا یہ اعلان کرواتے ہیں :
- خاکسار کے بیٹے عزیزم روشان الحق اور بھتیجے مکرم فائز الحق شاہین اور دیگر احمدی طلبہ و طالبات (بشمول واقفین نو) کے آجکل HSC کے امتحانات ہو رہے ہیں،جو آسٹریلیا کے نظام تعلیم میں بچوں کے مستقبل کے لیے نہایت ہی اہم ہوتے ہیں۔دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام طلبہ کو ان امتحانات میں اعلیٰ گریڈ سے نمایاں کامیابیاں عطا فرمائے۔آمین
- مکرم اقبال احمد بھٹی آف پتوکی (مجاہد فرقان فورس) حال مقیم سڈنی،آسٹریلیا کا ہرنیے کا آپریشن ہوا ہے جو کہ اللہ کے فضل سے کامیاب رہا مگر ابھی کسی قدر کمزوری اور درد باقی ہے۔قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔آمین

تہنیتی پیغام

- مکرم امان اللہ امجد۔تحریر کرتے ہیں:

روزنامہ الفضل آن لائن کے شمارہ 18نومبر 2021 ءمیں خاندان مبارک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شادی کی مبارک اور پرمسرت تقریب سعید کے انعقاد کی خبر پڑھی ۔گلشن احمد میں چہار سو خوشیوں کی لہر دوڑ گئی ۔اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تمام دعائیں نوبیاہتا جوڑے کے حق میں قبول فرمائے آمین۔

خاکسار اپنے پیارے الفضل کے ذریعہ اپنے تمام اہل خانہ کی طرف سے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ آپا جان مدظلھا تعالیٰ کی خدمت اقدس میں آپ کے نواسے کی شادی پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔اسی طرح نوبیاہتا جوڑے کے والدین اور عزیز واقارب کی خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ بے شمار فضلوں اور خوشیوں سے نوازے۔آمین

اے میرے دل کے پیارے، اے مہرباں ہمارے
کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

عبدالنور۔نمائندہ الفضل آئیوری کوسٹ

نیشنل یوم امن پر امن مارچ

عالمی طور پر عموماً 21 ستمبر کو بطور امن کا دن منایا جاتا ہے تاہم اس کے برعکس آئیوری کوسٹ میں کئی دہائیوں تک خانہ جنگی کا شکار رہنے کے بعد 1996ء سے تاحال ہر سال 15 نومبر کو امن کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے جس دن پورے ملک میں عام تعطیل ہوتی ہے اور مختلف مقامات پر پروگرامز کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے جس میں ملک میں امن اور بھائی چارہ کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔جماعت احمدیہ احمدیہ آئیوری کوسٹ کو بفضل خدا تعالیٰ ہر سال مؤرخہ 15 نومبر کو اس دن کو نیشنل لیول پر امن کے طور پر منانے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ ہر سال کی طرح امسال بھی مؤرخہ 15 نومبر کو یہ دن امن کی اہمیت کے طور پر منایا گیا جس کے لئے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کی جانب سے مقامی سطح پر امن مارچ کا انعقاد کیا گیا۔

امسال امن مارچ کے انعقاد کے سارے انتظامات خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کی زیر نگرانی مکرم جابی مصطفیٰ صاحب نے کئے جس میں ایک ہفتہ قبل ہی آبی جان شہر کے قرب جوار میں واقع ریجنز مثلاً بسم، گراں لاہو نیز آبوویل میں خصوصاً خدام الاحمدیہ وعموماً تمام احمدی احباب کرام کو اس مارچ میں شرکت کی دعوت دی گئی نیز مقامی طور پر قبائلی عمائدین کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔مؤرخہ 15 نومبر بروز سوموار صبح 09 بجے 04 کلومیٹر پر محیط اس مارچ کا باقاعدہ آغاز امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب کی زیر نگرانی بمقام یپوگوں سیپوریکس (yopougon siporex) سے کیا گیا۔اس مارچ میں سب سے آگے ملکی پرچم کو بلند کیا گیا جسے خدام الاحمدیہ نے تھاما ہوا تھا۔مارچ سے قبل گورنمنٹ سے اس کی باقاعدہ اجازت لی گئی چنانچہ پولیس بھی اس مارچ میں شاملین کے ساتھ ساتھ برائے سیکیوریٹی موجود رہی۔اس مارچ کے روٹ کے مختلف مقامات میں siporex,sable,bel air,selmer کے مقامات شامل تھے جبکہ اس مارچ کا اختتام میئر آفس یپوگوں (yopougon) میں کیا گیا جہاں قومی پرچم لہرانے کے ساتھ ساتھ مکرم امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے مختصر تقریر کی جس میں شاملین کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں امن کی اہمیت کے متعلق بھی آگاہ کیا نیز جماعت احمدیہ کی عالمی امن کی کاوشوں سے بھی آگاہ کیا گیا۔جس کے بعد شاملین میں ریفریشمنٹ تقسیم کی گئی اور اس مارچ کا باقاعدہ اختتام ہوا۔

اس مارچ میں آبوویل سے 34 افراد، گراں لاہو سے 15 افراد نیز 14 افراد کی گراں بسم سے شرکت کے ساتھ ساتھ کل حاضری اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تقریباً ایک سو پچاس (150) کے قریب رہی جس میں خدام الاحمدیہ کے ساتھ ساتھ اطفال الاحمدیہ،انصار اللہ نیز لجنہ اماء اللہ اور نصرات نے بھی شرکت کی، نیز اس مارچ میں مقامی علاقہ کے یاقوبا، بورو اور باؤلے قبیلہ کے عمائدین نے بھی اپنا روایتی لباس زیب تن کر کے شرکت کی۔ دوران مارچ شاملین نے بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر امن کی اہمیت کے متعلق ارشادات خلفاء و جماعتی ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' درج تھا جبکہ شاملین مسلسل la paix یعنی امن کے نعرہ لگاتے رہے۔ دوران مارچ گزرنے والی گاڑیوں،موٹر سائیکل سوار نیز پیدل چلنے والوں میں جماعتی پمفلٹس بھی تقسیم کئے گئے۔ اس مارچ کی باقاعدہ رپورٹنگ یپوگوں کے مقامی ریڈیو چینل نے کی۔ یوپوگوں کے میئر صاحب بھی حکومتی مصروفیات کے باعث اس میں شریک نہ کر سکے تاہم انہوں نے جماعت کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا، مزید براں دیگر مقامی گزرنے والے افراد نے بھی جماعت احمدیہ کی کاوش کو سراہا کہ وہ کس طرح اپنے اس مارچ کے ذریعے سے اپنے اردگرد کے ماحول میں امن کی اہمیت کو اجاگر کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کی اس کاوش کو احسن رنگ میں قبول کرے نیز سربراہان ممالک وعوام الناس حقیقی طور پر امن کے شہزادے حضرت محمد مصطفیٰ نیز آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کو سمجھتے ہوئے دنیا میں امن قائم کرنے والے ہوں۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ایک دوسرے کو دعا کے لئے کہنا

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

لَا تَنْسَنَا یَا اُخَیَّ مِنْ دُعَآئِکَ

کہ اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَشْرِکْنَا یَا اُخَیَّ فِیْ دُعَآئِکَ

یعنی اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شامل رکھنا۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ ایسا کلمہ تھا کہ اگر مجھے اس کے بدلے ساری دنیا بھی مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر)

مرسلہ: درثمین احمد۔جرمنی

طلوع وغروب آفتاب

غروب آفتاب	طلوع فجر	15 دسمبر 2021ء
17:41	05:29	مکہ مکرمہ
17:36	05:34	مدینہ منورہ
17:26	05:54	قادیان
17:06	05:34	ربوہ
15:56	06:31	اسلام آباد ٹلفورڈ